رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



مستقل پتہ

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور سچائی ہے

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی مضمون ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا تاداری [illegible] خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے تمام پرچے روانہ کرتے ہین وہ راستہ ہی مین گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تقاضے پر نیازمند منیجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی خط کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۴

مضامین غیر

(۱۵ نومبر ۱۹۲۶ء)

گل پژمردہ و زن دل مردہ

ڈاکٹر میدو کا ایک مضمون ہے کہ جوانی کے [illegible] کا اثر بہ نسبت مرد کے عورت پر زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ [illegible] کی ہوس دل سے نہیں جاتی اور وہ ہمیشہ چاروناچار [illegible] گزشتہ عیش کی یاد میں پڑھا کرتی ہے۔ [illegible] رنگ و بو اور جوش پر قوت ہے قوت کے ساتھ [illegible] تو کہاں کی [illegible] اور کیسی [illegible] یا درا صل یہ رونا اور یہ مرثیہ لیلیٰ اور پیری کے [illegible] کا ہے [illegible] اور حمایت جوانی کے [illegible] کی دم میں بند ہو چکی ہے دھوپ ڈھلی اور میاں نے بیٹھ موڑی۔ اگر بڑھاپے کا [illegible] موجود ہو تو یہ نوحہ خوانی بھی نہ ہو۔

اکثر بیویاں اسی آزار میں شوہروں کی خود غرضی کی وجہ سے مبتلا ہیں جب تک شمع جوانی ہر ایک شب میں روشن ہے پروانہ صاحب پھرتے ہیں۔ [illegible] ہیں اور صبح ہوئی آفتاب نکلا شمع کی [illegible] ہر [illegible] عاشق صاحب دنیا سے [illegible] ہوئے بیچارے دن بھر [illegible] رہتی ہے کوئی صورت کی [illegible] نہ دیکھے گا۔

جو ہن تھے جب روپ تھا گاہک تھے سب کوئے

ایک ایرانی شاعر نے گل پژمردہ کی تشبیہ میں جوانان ایران کو متنبہ کیا ہے۔

ملاحظہ ہو:

بچشم خویش دیدم در گزرگاہ
گل پژمردہ افتادہ بر راہ

بہ شمشیر [illegible] گسستہ
غبار غم برخسارش نشستہ

بمانند عروسی داغ دیدہ
صفا و رونق از رویش پریدہ

بدو گفتم چرا زار و نژندی
پریشان و حزین و مستمندی

چرا گشتی جدا از جرگ یاران
کہ تا بینی جفا از رہگذاران

چو دست از خواہران خود کشیدی
سزاوارت ہمین باشد کہ دیدی

جوابم داد آہ از جور گردون
زبخت تیرہ و اقبال وارون

اگر بر چہرۂ من گرد خواری است
خدای داند از بے اختیاری است

نہ من خود آمدم تا باز گردم
کہ با یاران خود دمساز گردم

مرا انسان ز یارانم جدا کرد
بدین روز سیاہ ہم مبتلا کرد

من از گلہای صحرائی نبودم
باین اندازہ ہرجائی نبودم

خوش آن عہدی کہ بستان جای من بود
فراز شاخ گل ماوای من بود

بہ آغوش گلستان آرمیدہ
حصار [illegible] خار [illegible] کشیدہ

خوشا از کودکی و شادی و جوانی
کہ می کردم بہ گلشن کامرانی

من از گلہای نغز و خوب و دلجوی
ہمی بردم سبق از رنگ و از بوی

امیدم بود چندی زندہ باشم
بگلشن اختری تابندہ باشم

ولی یک روز یک تن از جوانان
ز رنگ و بوی من شد مات و حیران

مرا نزدیک بینی برد و بوئید
از آن پس چہرہ ام را نیز بوسید

دلش بر طلعت من گشت مفتون
جدایم کرد و برد از باغ بیرون

برو بر اقوام بوئید بسیار
نہ یک شب تنہ شد بلکہ صد بار

شبم جا داد بر آئینۂ خویش
دگر روز بروی سینۂ خویش

ولی از ہجر یاران وفادار
مرا آزردگی آمد پدیدار

قرین غم اسیر درد گشتم
نہ بسیار اندکی ہم زرد گشتم

جوان چون حالتم را این چنین دید
بروی من تمسخر کرد و خندید

بگفتا موقع پژمردنت ہست
شدی چون پیر وقت مردنت ہست

اگرچہ عشق گل بس دلفروز است
ولیکن جلوہ اش یک [illegible] است

چہ غم دارم کہ گل پژمردہ شد خار
کہ دارم خواہری صد و بسیار

اگر یک گل [illegible] بار طاعت
گل دیگر سرش بادا سلامت

از آن ساعت مرا در کوچہ افگند
بریدہ از جانب من مہر و پیوند

چو شد پامال [illegible] حسن و جمالم
از آن رو در گذرگہ پایمالم

دریغ و درد روز من چو شب شد
نصیبم محنت و رنج و تعب شد

خزانہای گل آمد چون بپایان
مرا یاد آمد از نسوان ایران

کہ اندر باغ جان بس دلفروزند
ولیکن حیف چون گل تیرہ روزند

(م۔ یوسفی "بازارگاہ" شیراز)

اس نظم کو غور سے دیکھو جس میں اگر کوئی بات ہو تو [illegible] کیا جا سکتا ہے کہ وہ گل بوستان ہی میں رہتا تو کیا بنا لیتا اور کب تک رنگ و بو برابر رہتا [illegible] اگر یہ صاحب اپنے گھروں کی زینت بڑھاتے رہتے اور جوانی ڈھل جاتی تو کون مانع تھا۔ گل کو سونگھنے والے کی تلاش نہیں۔ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی ضرورت ہے۔ سوال کی کشش دونوں کو بکار رہی ہے [illegible] ہوتی ہیں نہ مرد دوزی خلق اور پابند عہد ہوتے ہیں۔ ایک طرف جذبہ داری کا نتیجہ یورپ میں جو کچھ ہوا وہ کسی پر پوشیدہ نہیں جنس کی تعلیم دونوں کے واسطے ضروری ہے۔ دونوں کے فرائض باعتبار [illegible] و افعال [illegible] یکساں نہیں ہیں۔ سوال کی تربیت اور تعلیم دونوں کو حقوق [illegible] مناسبت [illegible] مساوات کی پٹی پڑھائی ہے۔ [illegible]

حقوق کا تعین ہو، لیکن جب تک اُس کا خاطر رکھا جائے تو عورتوں
وطن تعلیم نسواں اور [illegible] میں بھی نباہ کی صورت نکال
سکتا ہے۔ غضنفر خون اور پردوں کی چشمک خانے
میں وہ ایک روز ہوگی جب اندھے پروں کی ماتمانہ
بدتوں پر مجبور کر دیگی۔ آجکل کے حامیان حقوق
نسواں اور بے سلیقہ ناول نویس عورتوں کو زندگی کس
بنا رہے ہیں اتنی ذکاوت کا نباہ مشکل ہے۔ علاوہ
[illegible] بیمار چھتر چھنا کا بیوپار بڑھتا جاتا ہے
شکایتوں کے دفتر کسی طرح ختم نہیں ہوتے۔

کی صورت نہیں ان شاء اللہ کے حال کے ناول نویسوں کو
جنھیں اخلاق کے اصول شریفانہ کے بعد معاملات
حسن سلوک سے اطلاع نہیں وہ چار اینڈے بینڈے
قصے لکھے اور مصنف بن بیٹھے اور عورتوں نے خوب سکھا
دی ہیں۔ یوں تالیاں بجا کے لڑو۔ یوں ہر وقت
رو رو کے ہو۔ یوں دوسروں کا عیش دیکھ کے جلو۔
یوں پا بہ زنجیر ہو۔ اس طرح زہر کھا لو۔ اس طرح
سر بہ صحرا نکل کھڑی ہو۔ اس طرح دریا میں ڈوب کے
زندگی کا خاتمہ کر دو۔

اچھا بھی جادو دیکھے بغیر مارتی کی طرح بسنت [illegible]
راقم [illegible] سفر

نوزائیدہ اُردو

"آپ کو یقین آئے یا نہ آئے ایک ماہر ادب لطیف
خوش املا، جید الاستعداد اور استاد زمانہ [illegible] عصر
حریری [illegible] کی جدید انشا پردازی ملاحظہ فرمایئے۔
آیات کی صحت اور املا کی درستی کا ذمہ دار [illegible]
نہیں ہے
نقل بالفعل
تحسین و
آفرین کے
عوض
بھی جا بجا ہے
حضرت
ادیب
فاضل کو
بوتل بھر
[illegible]
نوش فرما کے
عید خیرت
میں بیٹھ کر
مشورہ
دوں۔

ہڈی کیا
ہم اُٹھا بچے
جنتے پاتے
دودھ پلاتے
کو ہیں۔
تم کو لاکھ نہیں
ڈاکٹر بلانے
جا کے دو بخشیں
لگوا لیتے۔
آخر وہ بھی
عورت
عورت ہے
مرد بنے کو
کارخانہ تو
کھل ہی گیا
ہے۔ [illegible]
بچے بھی [illegible]
حکومت بھی



بالجبر مداخلت بیجا

"ارے۔ ارے۔ ٹانگیں چری جاتی ہیں۔ یہ کیا کرتے ہو؟"
"اب تو راستہ یہی ہے۔ ہمارے بھیا اللہ کی خوشی اسی میں ہے۔ چاہے ٹانگیں چر ہی جائے گر دو۔" ٹھن ٹھن ٹھن ٹھن

وغیرہ لکھنے بھی [illegible] بڑی ذردلی دکھا کے جاتی ہے
اپنے بیٹے۔
اور ہاں سنو تو یہ خبیثہ دیکھئے کو قدر ولولہ انگیز
[illegible] ہے کیا ہمارے دل نہیں ہے۔
اس قسم کی فرمائشیں پہلے دبی زبان سے ہوتی
ہیں پھر کھلے [illegible] ہونے لگتی ہے [illegible]
اعتقاد کو [illegible] ترقی کی ہے۔ [illegible]
اور انتقام کی آگ میں حرکت ہوئی انتقام

جب بڑے اور بچے دونو قصوں میں موجود ہیں تو
یہ کیفیت و رکاوٹ کیسی۔ انتظام حسن تربیت
اصلاح خیالات۔ تعلیم اخلاق کے بغیر [illegible]
[illegible]
کے دوروں میں حسن خلق ترقی پر ہے مگر وہ زمین
[illegible] بد چال بچے [illegible] ہیں وہ بھی
[illegible] انصاف تمام [illegible] لیکن ایشیا
والوں کو تو یورپ کے اندر [illegible] آتا ہے۔

پہلا نمونہ

دیباچہ کی عبارت

رہبران انصاف اپنی طبع حیوں کا شوق [illegible]
کرتے ہوئے، آیۂ وما ینطق عن الہویٰ کا ارتعاش
کرتے ہیں، کرشمۂ حسن آفرین کے معراج [illegible] مبعوث
طبیعات کو موضوع قرار دیتے ہیں، مگر حالت جمود
میں طبعیات [illegible] نقوش مظاہر فطرت و مقادیر
الٰہیہ کے اسباب و علل سے بر قدر برانداز ہیں۔
اور عطایات قدرت جلوہ آرائی سے مستفید
نہیں ہونے دیتے۔ شبستان عنکبوت [illegible]

روح افزا اعتقاد کے بے چراغ ہدایت کا کام دیتی ہین۔ زمانۂ سلف و باستان کو مسخر بنانے کے لیے دست حوادث پردۂ خفا سے لاکھ روزنا ہون اور طلسم دنیا کے حرم حوادث ہزارون کوشش سے ساحل نجات پر پہنچا ہون لیکن ہاتف غیبی مطورۂ نشین واقعات کی کلید خلیکم اشد کی شرح سے انشراح صفات بتکرو عرید و مرشی کے تصادم سے پامال کیا جاتا ہے۔ جنھون نے دیرینہ فاد زائل عبد و ماوہا کو مشتق کرکے گل فروشی کا تازیانہ لگاتی ہے عین حالت مین دریاے رحمت جوش زن ہوتا ہے جریدۂ کہن روزگار کے روبرو روح طلسمی پیش ہوتی ہے۔ روح افزا بیگم الہام غیبی سے مرقسم ہوکر اپنے دست سیمین بڑھاتی ہے بحر قلزم موجزن ہوکر کشتی امید کو ساحل کے رخ پر ڈالتی ہے۔ ۔ ۔ تا خداے مطلق کتب مسہیل الکتب بے سراج عقل کی رہبری کرکے میزان رشحات کا پلہ جھکاتا ہے۔ سلیم الطبع حضرات ہندا و دیگر زمانے کے وہ اوراق پریشان جو مرقع ہوا وہوس سے بے نیاز پاش نظر آتے تھے محبت کے رشتہ سے مضبوط و استوار کرکے موالیت جمعیت کے قدمون پر ڈال دیتے ہین۔ رشحات بیاض تھتھری و رعونت ولیا نگیان کو روش بدوش سپرد خاک کرتے ہین۔ اشعار دلکش ترنم ریز مرجع الہام عرفی براے نام کو زینت ہستی دمغز آخرت گوش جاکر مرأۃ معرفت ضمیر پرورش آب ندامت درگوش سناتے ہین۔ قناعت کو از بس پیش روی کے اعتراف سے نہی عن المنکر دستی لاحاصل سمجھکر سب سیہ پوش شگون صفات الناس و مامین سر بسجدہ ہوکر زمزمہ سنج ہوتا ہے۔ حوالت بر نگال الحی مین المادت سعادت دارین حاصل کرتی ہے جسنا بالتماس شفاعت حال یاسمین مین گلشن قطرات سے کشت امید کی تخم ریزی ہوتی ہے اور اشک ندامت سے آب پاشی۔

سلیس اردو معروف بہ گولا او کھاز

(دوسرا نمونہ ایک قصہ کا جزو)

رسیہ ابھنگ اس سبزہ زار سے نہین اٹھی تھی اُسکے رخسار مین ارتعاشی لمعات نے آفتابی زرد پیدا کرکے نظارۂ نور آنکھون کو جام قمہو ہات سے لبریز کردیا تھا۔ یکایک آفتاب اور بلند ہوا جسکی گرمی کی تاب اسکے نازک رخسار نہ لاسکے اور ایک درخت کے سایہ مین زمانے کی نیرنگیان دیکھنے بیٹھی مگر پژمردہ دلشاد اسکے ضمیر مین انضاج ہوا اور اشک حسرت نکلنا شروع ہوئے ہیکل بیے اب اکل خور کی تلاش سے کل کا گیا ہوا واپس آگیا اور رسیہ کی نظر جیسے ہی اسپر پڑی اسنے اپنی رواے پارینہ سے آنسو پونچھے اور انتہای مسرت مین ہیکل بیے کے خلق منا سر سے لپٹ گئی۔ ہیکل بیے نے تسلی دی اور کچھ شکار کا گوشت اُسکے سامنے رکھا۔ رسیہ نے تیسرے دن غذا کی صورت دیکھی تھی اسلیے اُسکے معدہ مین ایک قسم کی زناٹمی اور یغما فاقی کیفیت پیدا ہوگئی۔

راقم: منہ دبن امیٹھوی

منطق اراء بیگم بنام وایسراے

(نمبر ۳)

لاٹ صاحب!

میری عادت ہے کہ چھوٹے چھوٹے چٹکلے سنا کے مطلب کی بات کہتی ہون۔ پہلے حکایت سنو پھر مطلب بیان کرونگی۔

ابو الطیب بن عبد المومن سے منقول ہے کہ ایک رنگیلے سیاہ گون کے یار اپنی جورو کو ساتھ لے کے بغداد سے حمص روانہ ہوے۔ آدمی تھے چلتے پرزے حمص و شام کی آبادی کو دیکھتے ہی بھانپ گئے کہ یہان کی ہوا عقل کے موافق نہین ہے سب کے سب گوکھے بھوندو کھل آدمی بستے ہین۔ تقدیر نے رسائی کی جو یہان لائی۔ کاروبار اچھا چلیگا۔ بی بی کو حکم دیا کہ اے نیک بخت ہوا اب میرا تمہارا ساتھ رہنا مناسب نہین۔ تم مجھسے الگ تھلگ رہو۔ مین یہان ایک کھیل کھیلونگا۔ جو تم سے کہون وہی تم کرنا۔ مین ایک تارک الدنیا پیر کا بھیس بدل کے ایک مسجد مین بیٹھنا چاہتا ہون تم آدھ پاؤ منتے اور پاؤ بھر آٹے کی ٹکیہ کی گاڑھی گاڑھی بکا کے روز منہ اندھیرے مسجد کے پاکخانے مین ایک کوری اینٹ پر رکھ دیا کرنا۔ بس اُنکی کی صورت مین اوصاف ہاؤسے مین ہجو روزانہ انسان کے معدے سے خارج ہوتا ہے کوئی فرق نہو۔ دیکھو خبردار بھولنا نہین۔ سمجھین۔ اور ان جب تم مسجد کی طہارت گاہ مین قدم رکھو تو مجھسے بات چیت نہ کرنا اور خیال رکھنا کہ سعین مسجد مین آتے جاتے کوئی نہ دیکھے" جوڑا برخوردار تھا جیسے میان ویسی بی بی مطلب سمجھ کے اوسی وقت میان سے الگ ہوگئین۔ میان گئے بازار ایک بڑا سا گز مولے کے سر پر باندھا۔ کفنی کا جبہ پہنا۔ ٹوپی دار ٹخنون سے اونچی ازار ٹانگون مین ڈالی۔ اور جامع مسجد کی راہ لی۔ مسجد کے آخری در مین چٹائی بچھا کے کمر پر تکیہ لگانی شروع کردی صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک رکوع سجود و قیام قعود۔ تسبیح۔ استغفار۔ یا ہو۔ حق حق عشق اللہ۔ کرتے رہے۔ مسجد کا معاملہ۔ ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ مگر جسنے جسوقت دیکھا انھین خدا کی عبادت مین مشغول پایا۔ نہ کھانے سے غرض نہ پینے سے۔ مسجد سے باہر بھی نکلے تو وضو یا استنجے کی غرض سے۔ اور پھر عبادت مین مصروف ہوگئے۔ وہ تو استنجے کے لیے بھی جگہ سے نہ ہلتے مگر کیا کرتے بھوک پر ہی بلاے۔ دنون سے بنتے اور ہفتون سے بیٹھے گزر گئے۔ اس زمانہ مین انکی بی بی تو ٹکیہ صورت نواجار کھاکر کوری اینٹ پر پاکخانے مین رکھ دیتی تھین جو لوگ پاکخانے جاتے وہ سمجھتے کہ یہ بھی کسی کے معدے کی جرأت نکلا ہوا مادہ ہے کوئی اسے نہ چھوتا حضرت اس جانفشانی کے جاتے ایک طرف شہرت حاصل کرتے دوسری طرف سے عبرت پیاس علاج وضو کے دوران مین ہوجاتا۔ رفتہ رفتہ انکی عبادت اور زہد کا چرچا شہر بھر مین ہونے لگا۔ خصوصاً اور بھی کم زری کی عورتون مین۔ ایک آیا پاؤن چومنے لگا۔ دوسرا آیا گرد پھرنے لگا۔ کسی نے کھانا لاکے رکھا کسی نے

حلوے کا طباق دکھایا مگر یہ بیچارے سر جھکائے وظیفہ پڑھتے رہے۔ یہ لینا چاٹنا کیسا آنکھ اوٹھا کے دیکھا بھی نہین۔ ہان کوئی بیمار آیا اور اوس نے دعا کی درخواست کی تو ہاتھ اوٹھا دیا۔ معتقدین پاؤن کے نیچے کی خاک اوٹھا کے آنکھون مین لگانے تو یہ منہ روکتے۔ دامن پر بوسہ دیتے تو یہ نہ ڑکتے۔ گویا ایک کل کے گڈے تھے کہ اوٹھے بیٹھے بیٹھے اور پھر کھڑے ہو گئے۔

شہر کے عمائد نے ہزارون کے نذرانے پیش کیے بھلا ان کے دل مین لالچ کہان تھا؟ سچ ہے پیٹ کی مصیبت سے جو کوئی آزاد ہو اوسے دولت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

آخر اسی طرح سال پورا ختم ہو گیا۔ جب غوثؒ نے دیکھا کہ اچھی طرح دھاک بیٹھ گئی تو ایک روز بی بی سے بیت الخلا مین تخلیہ کیا اور کہنے لگے "اے بی بی کل جمعہ کا دن ہے سارا شہر نماز کے لیے مسجد مین جمع ہوگا۔ کل تم نماز جمعہ کے وقت مسجد مین آؤ اور آتے ہی خدا کا نور (داڑھی) پکڑ کے دو تین کرارے طمانچے میرے منہ پر رسید کر دو۔ پھر خوب غل مچاؤ کہ موئے ڈاڑھی کاٹے تیری لاش اوٹھائی جائے تجھے بھوانی کھائے تیرا اچھا ہو تیری جڑ جائے ہائے ہائے کرکے روئے۔ موئے بدمعاش خوب تو نے اوس بندی کے اکلوتے بیٹے پر چھری پھیر کے بعد اوسے یہان پناہ لی۔ نگوڑے ہتھیارے ہو یک ایسا دھو دعا کے میٹھے چڑھا گویا پورا ولی ہے"

دیکھو تم ڈائن کی طرح میرے سر ہو رہنا گویا تم میرا خون بہانا چاہتی ہو۔ تمہارا [illegible] سن کے لوگ میرے گرد جمع ہو جائینگے اور قصد کرینگے کہ تمہین ایذا پہونچائین مین اونھین منع کرونگا اور اقرار کرونگا کہ صاحبو مجھ سے قصور ہوا بے شک مین اس کمبخت کے لڑکے کا قاتل ہون مگر میں توبہ کر چکا ہون۔ خون بہا ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اس لیے بند ارے یہان چلا آیا خدا نے تو گناہ معاف کر دیا۔ یہ معاملہ ہے بندون کے حقوق کا۔ اب مجھے چھوڑ دو شگر دین [illegible] تو بات یہ ہے کہ مجھے عاقبت کی فکر ہے وہان کا معاملہ صاف رہے تو بہتر ہے مین قتل کا اقرار کرونگا تم مجھکو حاکم کے پاس پکڑ لیجانا اور اوس وقت تک یہی کہے جانا کہ مین تو خون کے عوض خون لونگی جب تک تمام شہر کے نرم دل بے دقوف امیر خون بہا کی دس گنی رقم دینے پر آمادہ نہون۔ تم خود ہی ہوشیار ہو اتنا ہی بول سننے کے بعد خون قبول کر لینا اور دولت سمیٹ کے چلتا دھندا کرنا۔ مین بھی موقع پا کے یہان سے چل کھڑا ہونگا"

شوہر کی مطیع بی بی نے یہی کیا کہ عین جمعہ کی نماز کے وقت جبکہ تمام شہر کی آبادی مسجد مین اُمنڈ آئی تھی مکاروں کی داڑھی کی رسی مین ڈول کی طرح لٹک کے بھوا بھوئے اور چلانے لگی "او غارت ہوئے جنتی خوب تو لوگون کو دھوکا دیتے نمازی دیندار مادر زاد ولی بن کے مسجد مین بیٹھا ہے۔ ہتھیارے تجھے وہان قربان کرون جہان میرے لڑکے کی دائی نے ہاتھ دھوئے تھے۔ او خونی تو نے کیسی اوس غریب معصوم کی جان لی۔ رہ تو جا تجھے سولی پر نہ چڑھوایا تو کچھ کام نہ کیا"

نمازیون نے جو یہ غل غپاڑا سنا تو [illegible] کے دوڑا کسی نے چادر پکڑ کے کھینچی۔ کسی نے داڑھی کے [illegible] اونھیون کی لال پیلیان چھوڑا نہین۔ کوئی بولا "ارے کیا کرتی ہے یہ شخص قطب ہے۔ ابدال مین سے ہے اوتاد مین سے ہے عالم ہے زاہد ہے پرہیزگار ہے متقی ہے۔ اس کی بے ادبی نہین تو چھوڑ دے ورنہ تو مر جاوگی"

میان صاحب نے جلدی سے نماز ختم کی اور لوگوں سے آنکھون مین آنسو بھر کے کہنے لگے "یارو ٹھہرو ٹھہرو۔ یہ عورت سچی ہے" لوگ ہٹ گئے اور سال بھر کے بعد اونھین معلوم ہوا کہ حضرت کے منہ مین زبان بھی ہے آج پہلی مرتبہ اونھون نے حضرت کی آواز سنی تھی وہ ٹھہر گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ بیبا یہ خطا بڑی ہے اس ضعیفہ کے لڑکے سے اور مجھے ایک معاملہ مین تکرار ہو گئی اور وہ میرے گنہگار ہاتھون سے شہید ہو گیا۔ جبکہ مجھے آج تک فکر ہے جا بیٹھا اس گناہ عظیم کا اثر میرے دل پر اتنا ہوا کہ مین نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور خدا کی درگاہ مین عرض سے سر جھکایا کہ وہ کریم و غفور ہے گناہ عفو کر دے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مین اپنے گناہ کا خمیازہ دنیا ہی مین بھگت لون" یہ فرما کر جناب عابد صاحب نے آنسوؤں کی ڈھیلی سے داڑھی کا نیستان سینچا اور داڑھین مار مار کے رونا شروع کر دیا۔ اس غضب کی روانی تھی کہ بازارون مین حمام کی بہتی ہوئی موری کو شرماتی تھی۔

الغرض روپیہ اشرفی کپڑا لتا زیور اونٹ گھوڑے اونٹ کی خیرات جمع ہونے لگی۔ بڑھیا نے [illegible] صاحب نے حاکم کے سامنے بھی گناہ کا اقرار کیا۔ بی بی صاحبہ نے خوب پاؤن پھیلائے خوب مجلسین جان بیٹھے پر تھی بیچی تھین شہر بھر نے جب منت خوشامد کی اور اونھون روپیہ کا مال پیش کیا۔ حاکم نے بھی دباؤ ڈالا تو جان چھوڑی۔ مال سمیٹا گھوڑے جوڑے کے کوڑے کیے۔ سارے شہر کو احسانمند [illegible]

اطلاع نامہ

عدالت جناب [illegible] صاحب بہادر [illegible] مقام [illegible]
مقدمہ [illegible] نمبر [illegible] ۱۹۲۶ء درخواست [illegible]
[illegible]
[illegible]

بنام [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] نومبر ۱۹۲۶ء [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] نومبر ۱۹۲۶ء

دستخط حاکم

[illegible]

مہر عدالت



"اُجورهٔ جان نثاری و خدمت جنگ"

جان بُل: لو۔ کمبخت بے صبرو۔ لو۔ یہ شوربا۔ ہمارے گورے ہاتھوں کا تیار کیا ہوا۔

اہل ہند: واہ ری فیاضی۔ نسوت پیلا پتلا شوربا۔ اور ہمیں بھی گھٹیاں اور وہ بھی کچھ بھرا چھوڑ کر ہی بوٹی کا نام نہیں۔ یہاں تو ہنے تمھارے نام پر ہڈیاں تڑوائیں

بوٹیاں تو جو انہیں سے ہو گئے ٹکڑے چاہ میں تیری　　کچھ نہ ٹھہرے نگاہ میں تیری

خاوندت جس مقام پر جانے کا مشورہ ہو چکا تھا وہاں کی راہ پکڑی۔ عابد صاحب بھی چند روز مسجد میں رہے پھر بالکل اوپ ہو گئے۔ حمص کے لوگوں کا آجتک اونکے صاحب کمال ہونے پر ایمان ہے، مگر بغداد والے اس چلتے ہوئے فقرے پر ابتک قہقہے لگاتے ہیں۔ کسی بغدادی کے سامنے حمص کا آدمی آتا ہے تو وہ ضرور مسکراتا ہے۔

لاٹ صاحب! انگلستان بغداد ہو یا نہو مگر ہندوستان ابھی تک حمص ہے۔ یہاں کی خلقت بھولی اور اعتقاد کی کمزور ہے۔ اس بات کو ہماری قوم بھر سمجھے زیادہ جانتی ہے لیکن اصلاحات کی دوسری قسط کی تحقیقات کرنے والا کمیشن میری دانست میں بغدادی صنوبی پیر کی طرح اپنے فن کا اوستاد نہیں ہے۔ اول توجبہ عمامہ سے آراستہ نہیں دوسرے نمازی نہیں تیسرے کمانا پینا ناچنا گانا ہے۔ پھر غضب یہ کہ اس نے سال بھر جنتری سے بڑھ پچانا شروع کر دیا۔ دو چار مہینے بھی چپ شاہ کا بالکل بنا رہتا تو لوگون کا اعتقاد بڑھتا۔ پانچویں اسکے قیام کا انتظام مسجد یا مندر میں نہیں کیا گیا پچھلے کمیشن کی بندش کچھ ڈھیلی ہے۔ اور یہ نہیں معلوم کہ آیا جس طرح بغدادی صنوبی ولی اللہ کی لی بی کمیز کی طرح یہ لوگ بھی اوسی طرح داڑھی میں بگڑے جوڑے کا سلیقہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ ان کے ساتھ کوئی داڑھی نہیں اور لیس کا سامان ہے نہ یہ کیا معنی کہ سرجان سائمن کا ہم یہاں کے حمصی آدمیوں نے کبھی سنا نہیں ان کی جگہ کوئی مشہور آدمی ہوتا تو اچھا تھا۔ یہ بات کہ اونھوں نے دولتی مزدوروں کی جو چال چلی ہو نا کہ مزدوروں کی چندیا کے بال گرا دیئے اونھیں ولی اللہ ثابت نہیں کرتی بہت سے بہت یہ کہ لوگ اونھیں نورسے کا قائم مقام سمجھ کے اپنی چندیا بچانے کی فکر میں پڑ جائیں گے۔ سی آر اٹیلی صاحب بیشک سوشلسٹ اور مزدوروں کے پشتیبان ہیں مگر ان کے ساتھ ایک چیز ایسی لگی ہوئی ہے کہ اوس سے لوگ بھڑک جائینگے یعنے اونھوں نے عراق عرب کی لڑائی میں جو کہ ایشیا کا ایک حصہ اور ہندوستان کے مسلمانوں کا مقدس مقام ہے اونھوں نے خوب نام پیدا کیا۔

لارڈ برنہم ایک انگریزی اخبار کے مالک ہیں۔ اخباری کاغذ پھر وہ بھی انگریزی۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیم۔ ڈیلی ٹیلیگراف کوئی ایسا پرچہ نہیں جس نے ہندوستان کی طرفداری میں کوئی شہرت حاصل کی ہو۔

ایڈورڈ کیڈاگن صاحب نے لڑائی کے زمانہ میں مصر اور فلسطین اور درۂ دانیال کی مہم سنبھالی اس سے کوئی سمجھیگا تو یہی کہ حضرت کو ملک گیری یا پرایا مال اپنا کر لینے میں اچھا سلیقہ ہوگا۔

مسٹر لین فاکس ایک ایسے ملک کے مشہور مخالف ہیں جسنے اپنی گردن انگریزی پھندے سے چھڑانا چاہی اور آجتک اسی کوشش میں مصروف ہے۔ یعنی آئرلینڈ۔

جب وہ گورے چمڑے کو بھی غلامی کی زنجیر میں بند رکھنا پسند کرتے ہیں تو بھلا کالے چمڑے والوں کو اون سے کیا امید ہو گی؟

اسٹیفن والش صاحب انگلستان کے مزدوروں میں نامور سہی مگر ہندوستانیوں کے نزدیک اجنبی ہیں۔ اونھوں نے ہندوستانیوں کے واسطے کبھی کوئی کام کیا ہوتا تو شاید ان پر نگاہ پڑتی۔

لارڈ اسٹریتھ کونا۔ یونینسٹ ہوں مگر ہیں تو قدیمی خیال کے آدمی۔ غرض انمیں سے کوئی تیل نہیں ہے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حمص میں ایسا کمیشن کوئی کام نہیں کر سکتا۔

(باقی پھر)

راقمہ۔ منطق آرا بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ریاست کا ہاتھی

حضرت اسے بھانڈوں کا ہاتھی سمجھیے جسکے گلے میں ڈھول باندھکے مانگ کھاتے تھے یہ اونھوں نے چھوڑ دیا تھا جب اوسنے کھیتوں میں خرطوم جنبانی شروع کی تو فریاد و استغاثات کی صدا بلند ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ہاتھی بھانڈوں کا ہے بھانڈ دردولت پر طلب ہوئے خود بادشاہ سلامت نے خفا ہو کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے کمبختوں تم غریبوں کے کھیت اجاڑے دیتے ہو۔ بھانڈوں نے عرض کی۔ "خداوند نعمت یہ حضور ہی کی عنایت ہے۔ کمی تا دم حضور نے انعام میں دیا یہاں خود سادھو بچیاں فاقوں مرتی ہیں اس ہاتھی کا خار کہاں سے بھریں۔ غلاموں کا پیشہ ہے مانگ کھانے کا۔ یہ بھی مانگ کھائیگا"

اسے کسی ہندوستانی ریاست کا ہاتھی بھی سمجھیے جو ریاستوں کی غریب رعایا کی گاڑھی کمائی چٹ کر جاتا ہے۔ پھر نہ کام نہ کاج۔ بڑی بڑائی یہ کہ کبھی جلوس میں کان جھلاتا سونڈ ہلاتا آگے آگے ہو لیا۔ یا مہمان صاحب بہادروں کی سواری دی شکار و تفریح کے مصرف میں آیا۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ یہ ہمارے سردار دیوان سنگھ مفتون مالک جریدۂ ہفتہ وار "ریاست" کے تاثل کا ہاتھی ہے سردار صاحب "ریاست" کی صورت و معنوی خوبیاں ہر سال

بڑھاتے جاتے ہیں اب کے مولفون نے شل ولائتی پرچون کے رنگین ٹائٹل بنوا کے شایع کیا ہے صورت نیل کے وجوہ انتخاب و اختیار ہمین معلوم نہیں۔ قیاسا کہہ سکتے ہین کہ بڑے قد کا جانور ہے فضول خرچ امیرون رئیسون کو پسند ہے اسلیے دولت کی علامت ہے۔ کھانا خوب ہے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "ریاست" بھی پر خور ہے۔ تھان پر جھوما کرتا ہے لہذا ممکن ہے کہ مفتون صاحب کی مستانہ روش کی نقل ہو۔ بلند بالا کوہ پیکر ہے اسے سربلندی کا شگون سمجھیے سست رفتاری کے اعتبار سے جلد بازون کو پسند نہین تو کسے پروا ہے دیر آید درست آید۔ بہرحال "ریاست" کو فیل نشینی مبارک ہو دیکھیے مہاراجہ پٹیالا اب بھی اس لمبی ناک والے کو پسند کرتے ہین یا نہیں؟

سیاست زیر سیاست

اب تو کچھ ہمین بھی لاہوری حکام کی دانشمندی مین شبہ ہونے لگا ہے کیا معنی کہ مالک "سیاست" سید حبیب شاہ صاحب اور مدیر "سیاست" سید عنایت شاہ قانونی شکنجے مین پھانس لیے گئے۔ اس سے قبل ڈیڑھ درجن مقدمے اون کی جان پر نازل تھے ہی اس نئے شگوفے نے کنین مین ایلوا بھی ملا دیا۔ "سیاست" مین بار ہا اوس دشمنی کا اعلان کیا گیا ہے جو بعض مقامی حکام کو بسبب خیال سید حبیب صاحب "سیاست" کے طرز عمل سے ہے۔ دعوے کے صدق و کذب پر کوئی بیرونی شخص حکم نہین لگا سکتا خدا جانے کہ مقامی حکام سید صاحب سے جلتے مین یا سید صاحب اونسے خار کھاتے ہین۔

بقول "سیاست" بعض حکام کے رویہ سے متعلق کونسل مین سوال ہونے والا ہے۔ سوال اگر صحیح اور حکومت کی طرف سے کوئی معقول و صحیح جواب بھی دیا گیا تو اسوقت شاید متخاصمین (بعض حکام اور سیاست) کے جھوٹ سچ پر کھتے گھر لگائے جا سکین۔ سردست ہم یہی کہہ سکتے ہین کہ حد درست تجاوز دانشمندی نہین ہے۔

سید صاحب کو جیل خانے جانے کی عادت حکومت نے ڈالی اب جہان ڈر وہان میر اگر ہتھکڑیون کی جھنکار سے اب وہ نہین سہمتے۔ اگر یہ صحیح ہو کہ بعض حکام اخبار نویسون کو منہ تم ضد اپر آمادہ کر رہے ہین تو حکومت وقت مناسب انتظام فرمائے۔

حکایت خلیفہ مامون رشید سے ایک شخص نے عامل شام کی شکایت کی۔

خلیفہ "تم اوسے نہین جانتے وہ بہت عاقل عادل شخص ہے۔ مینے خوب سمجھ کے اوسے حاکم مقرر کیا ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ وہ ایک نعمت خدا ہے"

فریادی "خداوند نعمت اگر وہ نعمت خدا ہے تو خدا کے لیے اس نعمت سے دوسرے ملکون کی رعایا کو محروم نہ رکھیے۔ ایسا ہو کہ پیش خدا حضور کو اس کوتاہی کا جواب دینا پڑے اس نعمت سے چند سال ہم غریبون نے فائدہ اوٹھایا اب دوسرون کا حق ہے ہم تشکر نہین ہین"

ہم دینگے ہم دینگے

خدا بخشے بوا نصیبن کو جب بچے کو بہلانے بیٹھتی تھین تو اوسکا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ مین لیکے دوسرے ہاتھ سے بچے کی چھنگلیا پکڑتین اور کہتی تھین "یہ کہتی ہے میرا بیاہ کر دو" پھر دوسری انگلی کا قول بیان کرتی تھین "کہان سے کرون" اوسکے بعد بیچ کی اونگلی پکڑ کے فرماتین "یہ کہتی ہے قرض لو" اسی طرح کلمہ کی اونگلی جواب دیتی "کون دیگا" اور میان ٹھینگے یا انگوٹھے صاحب اوچھل کود کے اقرار کرتے "ہم دینگے ہم دینگے"

نا خواندہ مہمان کمیشن کے متعلق مسٹر وڈ صاحب نے ارل ونٹرٹن سے پوچھا اور بقول بوا نصیبن کے تمہارا کس رکھے پوچھا کہ "اس کمیشن یا ساتھ رون کے چرند م خور ندم اللون تللون کا خرچ کس کی جیب سے ادا ہوگا" ارل صاحب پہلے تو بات کو منہ کے گھول مین چبا کے نگل گئے آخر جب صحیح ترکی ترکی لگنے لگے معاملہ زیر غور ہے"

ہم اپنی جگہ پہلے ہی سے سمجھے ہوئے ہین کہ عنقریب برکن ہیڈ صاحب یا ونٹرٹن صاحب ہندوستان کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ کے فرمائینگے۔

"یہ کہتی ہے اماں اماں میرا بیاہ کر دو۔
یہ کہتی ہے کہان سے کرون۔ یہ کہتی ہے
جہان سے بنے۔ یہ کہتی ہے ہندوستان
مونڈی کاٹے سے لو"

پھر ہندوستانی خزانے کے ٹھینگے کو زبردستی اوٹھا بیٹھی کروا کے اقرار تحریری سنوائینگے۔

"ہم دینگے ہم دینگے"

مگر عادت ہے پھیر کی بات کہنے کی۔ ایکا ایکی کسطرح کہہ دین۔

مس میو نہیں حکومت ہند

بعض معلوم ہوا کہ ہندوستان کے بارے مین اگر کوئی شخص کچھ علم حاصل کرنا چاہے تو حکومت ہند اوسے سرکاری معلومات [illegible] ہم یہ خیال ہے ... ارل ونٹرٹن صاحب نے ایک سوال کے جواب مین فرمایا کہ حکومت ہند خود ... [illegible] ... کے متعلق ... بن گیا۔ اور ... [illegible] ... حکومت ہند بھی ... [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین اڈیشن شائع ہو چکے اور جانے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی بگاگی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا انکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہے نقل کی گئی ہین غضب یہ کہ اگر آپ سر گلے سے اوا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدا سے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم [illegible] سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ [illegible] اس کتاب مین [illegible] مصنف نے [illegible] صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے

اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی [illegible] علاوہ محصول ڈاک [illegible]   المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ